سوال

(8) یتیمہ لڑکی کے نکاح پرچچا کا ولی بننا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندی ایک لڑکی ہے جس کی عمر تخمیناً تیرہ برس کی ہوگی۔ اس کے باپ ماں انتقال کرگئے اس کے دادا بھی نہیں ہیں اب اس لڑکی یتیمہ کا نکاح اس کی اجازت سے اس کے چچا نے اپنے دوسرے بھائی کے لڑکے کے ساتھ کردیا اوراس کے دوسرے چچا اور گھر کے سب لوگ راضی تھے صرف اس لڑکی کے نانا راضی نہیں ہیں پس یہ نکاح موافق شریعہ محمدیہ کے درست اور جائزہوا یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمادیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سبحنک لاعلم لنا الاما علمتنا انک انت العلیم الحکیم بصورت صدق سوال اس ہندہ یتیمہ کا اس عمر میں فی الحقیقت بالغہ کا ہونا تصور کیا جاسکتا ہے اور اگرفی الحقیقت بالغہ نہیں ہے تو بھی شرعا حکم بالغہ اس پر صادق آتا ہے اوراس کی اجازت سے اس کے چچا ولی اقرب نے جو شادی کردی یہ شادی موافق شریعت محمدیہ علی صاح بہا الصلوة والتحیة کے درست معلوم ہوتی ہے۔ قال ااحمد واسحاق اذا بلغت الیتیمة تسع سنن فزوجت فرضعت فالنکاح جائز ولاخیار لہ ااذاادرکت۔(ای بلغت از مؤلف) واحتجا بحدیث عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی بہا وہی بنت تسع سنین وقد قالت عائشة اذا بلغت الجاریة تسع سنین فہی امراة ہکذافی عون المعبود شرح سنن ابی داود لشیخنا العلامة الفہامة ابی الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادي دام فیضہ

اس عبارت بالاسے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر یتیمہ نابالغہ کا نکاح اس کے عدم رضا سے کردیا جائے بعدازاں وہ یتیمیہ راضی ہوجائے تو وہ بھی نکاح جائز ہے چہ جائیکہ اس سوال میں اس ہندو یتیمہ کی رضامندی اوراجازت قبل عقد نکاح کے ثابت ہے پائی جاتی ہے اورولی مذکور کے ماسوادیگر اولیا کا موجود ہونا اوراس پرراضی رہنا یہ بات بھی ثابت ہے۔ اور حکم بالغہ کا س ہندہ پر جاری ہے۔ اوراغلب گمان یہ کہ حقیقت میں یہ ہندہ بالغہ ہے، پس باوجود ان وجوہات کے یہ نکاح کیوں کر درست نہ ہو، باقی رہی یہ بات کہ اس لڑکی کے نانا اورنانی راضی نہیں ہیں توان کے عدم رضا سے یہ نکاح نادرست نہیں ہوسکتا ہے۔ اولاجمہور علامء کے نزدیک ذوی الارحام ولی نہیں ہے۔ اورنانا ذوی الارحام میں شامل ہے اورنانی اگرچہ زوی الارحام میں شامل نہیں ہے تاہم یہ عصبہ (یعنی ولی بھی نہیں ہے از مؤلف) بھی نہیں ہے۔ چنانچہ بلوغ المرام میں ہے: عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتزوج المرآة المراة ولاتزوج المراة نفسہا رواہ ابن ماجہ والدار قطنی ورجالہ ثقات۔ اوراس کی شرح سبل السلام میں ہے۔ فیہ دلیل علی ان امراة لیس لہا ولایة فی لانکاح لنفسہا ولالغیرہاً پس ان وجہوں سے ان دونوں کے عدم رضا کا اثر اس نکاح پر نہیں پڑسکتا ہے۔ اور جن علماء کے نزدیک عصبات کے ماسوا ذوی الفرائض وذوی الارحام بھی ولی ہوسکتے ہیں توان کے نزدیک بھی عصبات مقدم ہیں ذوی الارحام وغیرہ پر اورنانی توکسی حال میں ولی نہیں ہوسکتی ہے۔ کمامر الآن قال علی القاري الحنفی: الولی ہو العصبة علی ترتیبہم بشرط حریة وتکلیف ثم الام ثم ذوالرحم الاقرب ثم مولی المولات ثم القاض ہکذافی عون المعبودّ

اس قول میں لفظ "ثم الام" کا اس سے ماں کا ولی ہونا بعد عصبات کے ثابت ہوتا ہے لیکن مسئول عنہما میں ماں کا عدم ہوناثابت ہے ۔ اس کے ماسوا اگر ماں زندہ بھی ہوتی ہے تو بھی ولی نہیں ہوسکتی تھی حدیث شریف کی روسے : اذآجاء نہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطل نہر معقل۔خلاصہ ان سب عبارتوں کا یہ ہے کہ اس ہندہ کے چچا نے ہندہ کی جو شادی موافق شریعت محمدیہ علی صاجبہا الصلوۃ والتحیۃ کے درست ہوئی اور نانانانی کے غیر رضا سے یہ شادی نہیں ہوسکتی ہے ۔ ہذا عندي وفوق کل ذي علم علیم۔واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ العبد المستکین محمد عین الدین غفرلہ اللہ المتین الی یوم الدین متیابرجی الکلکتاوي۔ من المدرسۃ الاسلامیہ الواقعہ فی جہال گنج من مضافات بگوڑا ۔ مورخہ 24جمادی الاخری 1326ھ

نکاح مذکور موافق شریعت محدیہ جائزودرست ہے واللہ اعلم

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی

ص113

محدث فتویٰ